فضل العلم والعلماء
تصنیف
رئیس المتکلمین امام المحققین
حضرۃ العلام مفتی محمد نقی علی خان قادری برکاتی بریلوی
رضی اللہ عنہ
والد ماجد سیدنا اعلیٰ حضرت
WWW.MUFTIAKHTARRAZAKHAN.COM

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فضل العلم والعلماء

امام المتکلمین مولانا مفتی نقی علی خاں والد ماجد امام احمد رضا

بریلوی قدس سرہما

فرائض وآداب متعلّم ومعلّم

حجۃ الاسلام امام غزالی قدس سرہ

ناشر

طلبۂ جماعت ثامنہ (دورۂ حدیث ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۳ء) الجامعۃ الاشرفیہ

مبارکپور۔ اعظم گڈھ۔ یوپی

....(اسرار کریمی پریس الہ آباد)....

ہدیۂ عاطرہ

بموقع زریں ختم بخاری شریف الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور
۱۴۰۳ھ

۱	نام کتاب	فضل العلم و العلماء
۲	مصنف	امام المتکلمین مولانا نقی علی خاں علیہ الرحمہ
۳	پیش لفظ	طلبۂ جماعت ثامنہ
۴	مقدمہ	علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی۔
۵	حالات مصنف	از امام احمد رضا قادری قدس سرہٗ
۶	فرائض و آداب متعلم و معلم	حجۃ الاسلام امام غزالی علیہ الرحمہ
۷	ترجمہ و تلخیص	مولانا محمد احمد مصباحی
۸	سال اشاعت	سنہ ۱۴۰۳ھ ۱۹۸۳ء
۹	تعداد	ایکہزار ۱۰۰۰
۱۰	صفحات	۵۶

ناشر

طلبۂ جماعت ثامنہ (دورہ حدیث) الجامعۃ الاشرفیہ
مبارکپور۔ اعظم گڈھ۔ (یو۔ پی)

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

الجامعۃ الاشرفیہ میں قدیم زمانہ سے یہ دستور چلا آرہا ہے کہ ہر سال فارغین اشرفیہ دستار فضیلت کے موقع پر شیرینی یا اس کے علاوہ دوسری چیزیں کھلا پلا کر اپنی خوشی و مسرت کا اظہار کیا کرتے ہیں۔ امسال دورۂ حدیث کے طلبہ نے اپنے احباب و اہل تعلق کی خدمت میں ایسا ہدیہ و تحفہ پیش کرنے کا اقدام کیا جو دیرپا، اور دارین کی لازوال نعمتوں سے بھرپور، اور جسمیں روحانی خوشی و مسرت کا بھی سامان ہو، جو عوام کے لئے مشعل ہدایت اور طلبہ کے لئے زاد راہ ہو اور جس سے علماء و اساتذہ کو بھی خوشی حاصل ہو۔

اسکے لئے ہماری نظر انتخاب رسالہ "فضل العلم والعلماء" پر پڑی جسکو حضرت علامہ مفتی شریف الحق صاحب قبلہ نے مقدمہ سے تزئین و آرائش بخشی جس کا ہم تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں اور انکے ممنون ہیں۔ پھر "طالبان علوم دینیہ سے چند باتیں" اور آداب متعلم و معلم" کے اضافہ سے دینی طلبہ کے لئے اس کتاب کی اہمیت و افادیت دوچند ہو گئی۔ امید ہے کہ رب کریم عملی دنیا میں بھی اسکے برکات و ثمرات جلد تر ظاہر فرمادیگا وھو الموفق۔ دعا فرمائیں خداوند کریم ہماری اس سعی جمیل کو قبول فرمائے اور اس نیک سنت کو زندہ رکھے اور ہمیں توفیق مزید سے نوازے۔ آمین۔

طلبۂ جماعت ثامنہ ۲۵ ربیع النور ۱۴۰۲ھ ۱۱ جنوری ۱۹۸۲ء

مقدمہ

محقق دوراں نائب مفتی اعظم ہند علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی
صدر شعبۂ افتاء الجامعۃ الاشرفیہ
مبارکپور

جامعہ اشرفیہ مبارکپور کے طلبہ اپنی گوناگوں خصوصیات کی وجہ سے منفرد ہیں انھیں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ یہ طلبہ حسب حیثیت اپنے صرفے سے اعلیحضرت امام احمد رضا مجدد اعظم قدس سرہ کے رسائل چھپواتے رہتے ہیں۔ اگرچہ بعض دوسرے مدارس کے طلبہ بھی یہ کار خیر کرنے لگے ہیں مگر ایجاد اشرفیہ کے طلبہ ہی کی ہے۔

فَلَوْ قَبْلَ مَبْكَاهَا بَكَيْتُ صَبَابَةً ... بِسُعْدَى شَفَيْتُ النَّفْسَ قَبْلَ التَّنَدُّمِ

وَلٰكِنْ بَكَتْ قَبْلِي فَهَيَّجَ لِي الْبُكَا ... بُكَاهَا فَقُلْتُ الْفَضْلُ لِلْمُتَقَدِّمِ

اگر اس (کبوتری) کے رونے سے پہلے میں سُعدیٰ کی محبت میں رو دیا ہوتا تو پشیمان ہونے سے پہلے اپنے نفس کو تشفی دے لیتا، لیکن وہ مجھ سے پہلے روئی اور اس کے گریہ نے مجھے بھی رلا دیا تو میں نے کہا فضیلت اگلے کے لئے ہے۔

امسال فارغ التحصیل ہونے والے درجۂ ثامنہ کے طلبہ نے بجائے امام احمد رضا قدس سرہ کے ان کے والد ماجد اور استاذ مسند المحققین حضرت مولانا نقی علی خاں رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف " فضل العلم والعلماء " کے چھپوانے کا قصد کیا تو

اعلیحضرت کا رسالہ ہو یا ان کے والد ماجد کا، سب ایک ہی سلسلۃ الذہب کی کڑیاں ہیں ۔

اس دور میں کچھ علماء سو نے کچھ علم کے بھیس میں جہلاء نے ۔ کچھ عوام کی دین سے غفلت ، اور دنیا میں انہماک نے ، علم دین اور علماء سے بدظنی پیدا کر دی ہے ۔ پھر ملک میں ایک ایسا طبقہ پیدا ہو چکا ہے جس کا مشن علماء دین سے مسلمانوں کو دور کرنا ہے ۔ اس لئے اس بات کی ضرورت تھی کہ عوام کے سامنے علم دین اور علماء کے فضائل و مناقب جو قرآن وحدیث میں مذکور ہیں ۔ اور ان کی ضرورت و اہمیت بتائی جائے ۔

اس سلسلے میں ان طلبہ کا انتخاب ان کے حسن ذوق اور ان کی نبض شناسی کی اہم مثال ہے ۔ پھر ان کا یہ ایثار قابل مبارکباد ہے کہ وہ اس رسالہ کو قیمۃ فروخت کرنے کے لئے نہیں چھپوا رہے ہیں بلکہ اشرفیہ سے جاتے وقت اپنا ایک تحفہ اور ہدیہ لوگوں کو دیتے ہوئے جا رہے ہیں ۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ان طلبہ نے علم دین کو لوجہ اللہ حاصل کیا ہے ۔ اور ان کا مقصود علم دین کی نشر و اشاعت ہے ۔

مولیٰ عزوجل اسے قبول فرمائے ، اور اس سے مسلمانوں کو نفع اور ہدایت بخشے ، ان اولوالعزم ایثار پسند پوری جماعت کے طلبہ کے حق میں دعا ہے کہ اللہ عزوجل ان کو علمائے ربانیین کی صف میں جگہ عطا فرمائے ۔ اور ان سے علم دین اور دین کی عظیم اور مقبول خدمات لے ، انھیں دین کی خدمت کے صلہ میں

فارغ البال اور شاد و آباد رکھے ۔ آمین ۔

بجاہ حبیبہ سید المرسلین علیہ و علی آلہ وصحبہ والصلوۃ والتسلیم الی یوم الدین

صاحبِ کتاب کے تعارف کے لئے ان کے حالاتِ زندگی پر کچھ لکھوانا ضروری تھا ۔ اعلیحضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ نے مصنف کی مایۂ ناز تصنیف "جواہر البیان فی اسرار الارکان" کے ساتھ ان کے حالات تحریر فرمائے ہیں میں نے ان عزیزوں کو یہی مشورہ دیا کہ اس کو نقل کر کے اس کتاب میں شامل کر دیں تاکہ اعلیحضرت کے کلماتِ طیبہ کی اشاعت کی بھی سعادت سے آپ لوگ بہرہ ور ہو جائیں ۔

محمد شریف الحق امجدی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مختصر حالات حضرت مصنف علامہ قدس سرہ الملک المنعام بقلم امام احمد رضا قدس سرہٗ

ابن مصنف

وہ جناب فضائل مآب تاج العلماء راس الفضلاء حامی سنت ماحی بدعت بقیۃ السلف حجۃ الخلف رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ وفی اعلیٰ غرف الجنان بواہ سلخ جمادی الآخرۃ یا غرۂ رجب ۱۲۴۶ھ بارہ سو چھیالیس ہجریہ قدسیہ کو رونق افزائے دار دنیا ہوئے اپنے والد ماجد حضرت مولائے اعظم جبر اعظم فضائل پناہ عارف باللہ صاحب کمالات باہرہ وکرامات ظاہرہ حضرت مولانا مولوی محمد رضا علی خاں صاحب روح اللہ روحہ ونور ضریحہ سے اکتساب علوم فرمایا۔

بحمد اللہ منصب شریف علم کا پایہ قدرۂ علیا کو پہونچایا ع

راست می گویم ویزداں نہ پسند د جز راست۔ کہ جو قوت انظار وجودت افکار وفہم صائب ورائے ثاقب حضرت حق جل وعلا نے انہیں عطا فرمائی ان دیار وامصار میں اسکی نظیر نہ آئی۔ فراست صادقہ کی یہ حالت تھی کہ جس معاملہ میں جو کچھ فرمایا وہی ظہور میں آیا۔ عقل معاش ومعاد دونوں کا بر وجہ کمال اجتماع بہت کم سنا یہاں آنکھوں دیکھا۔ علاوہ بریں سخاوت وشجاعت

وعلو ہمت وکرم ومروت وصدقات خفیہ ومبرات جلیلہ وبلندی اقبال و دبدبہ وجلال وموالات فقرا، اور امر دینی میں عدم مبالات باغنیا، حکام سے عزلت رزق موروث پر قناعت وغیر ذالک فضائل جلیلہ وخصائل جمیلہ کا حال وہی کچھ جانتا ہے جس نے اس جناب کی برکت صحبت سے شرف پایا ہے ع ایں نہ بحریست کہ در کوزۂ تحریر آید۔

مگر سب سے بڑھکر یہ ہے کہ اس ذات گرامی صفات کو خالق عزوجل نے حضرت سلطان رسالت علیہ افضل الصلاۃ والتحیۃ کی غلامی وخدمت اور حضور اقدس کے اعدا پر غلظت وشدت کے لئے بنایا تھا بحمد اللہ انکے بازوئے ہمت وطنطنۂ صولت نے اس شہر کو فتنۂ مخالفین سے یکسر پاک کر دیا کوئی اتنا نہ رہا کہ سر اٹھائے یا آنکھ ملائے یہاں تک کہ ۲۶ شعبان ۱۲۹۳ھ کو مناظرۂ دینی کا عالم اعلان مسمی بنام تاریخی اصلاح ذات بین طبع کرایا اور سوا مہر سکوت یا عار فرار وغوغائے جہال وعجز واضطرار کے کچھ جواب نہ پایا فتنۂ ہشتم شش کا شعلہ کہ مدت سے سر بفلک کشیدہ تھا اور تمام اقطار ہند میں اہل علم اسکے اطفا پر عرق ریز گردیدہ، اس جناب کی ادنیٰ توجہ میں بحمد اللہ سارے ہندوستان سے ایسا فرو ہوا کہ جب سے کان ٹھنڈے ہیں۔ اہل فتنہ کا بازار سرد ہے۔ خود اس کے نام سے جلتے ہیں مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ خدمت روز ازل سے اس جناب کے لئے ودیعت تھی جسکی قدرے تفصیل رسالہ تنبیہ الجہال بالہام الباسط المتعال

۱۲۹۱

میں مطبوع ہوئی ع ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔
تصانیف شریفہ اس جناب کی سب علوم دین میں ہیں نافع مسلمین و دافع مفسدین والحمد للہ رب العلمین ازاں جملہ۔

(۱) الکلام الاوضح فی تفسیر سورۃ الم نشرح کہ مجلد کبیر ہے علوم کثیرہ پر مشتمل۔

(۲) وسیلۃ النجاۃ جس کا موضوع ذکر حالات سید کائنات ہے صلی اللہ علیہ وسلم مجلد وسیط۔

(۳) سرور القلوب فی ذکر المحبوب کہ مطبع نولکشور میں چھپی۔

(۴) اور یہ کتاب مستطاب جواہر البیان فی اسرار الارکان جس کی خوبی دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے ع ذوق این می نہ شناسی بخدا تانہ چشی۔ فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے صرف اس کے ڈھائی صفحوں کی شرح میں ایک رسالہ مسمی بہ زواہر الجنان من جواہر البیان ملقب بنام تاریخی سلطنۃ المصطفیٰ فی ملکوت
۱۲۹۷
کل الوریٰ تالیف کیا۔

(۵) اصول الرشاد لقمع مبانی الفساد جس میں وہ قواعد ایضاح و اثبات فرمائے جن کے بعد نہیں مگر سنت کو قوت اور بدعت نجدیہ کو موت حسرت۔

(۶) ھدایۃ البریۃ الی الشریعۃ الاحمدیۃ کہ دس فرقوں کا رد ہے یہ کتابیں مطبع صبح صادق سیتاپور میں منطبع ہوئیں۔

(۷) اذاقۃ الاثام لمانعی عمل المولد والقیام کہ اپنی شان میں اپنا نظیر

نہیں رکھتی اور انشاء اللہ العزیز عنقریب شائع ہوگی۔

(۸) فضل العلم والعلماء ایک مختصر رسالہ کہ بریلی میں طبع ہوا۔

(۹) ازالۃ الاوہام رد نجدیہ

(۱۰) تزکیۃ الایقان رد تقویت الایمان کہ عشرہ کاملہ زمانہ حضرت مصنف قدس سرہ میں تبییض پاچکا۔

(۱۱) الکواکب الزہراء فی فضائل العلم وآداب العلماء جس کی تخریج احادیث میں فقیر غفر اللہ لہ نے رسالہ النجوم الثواقب فی تخریج احادیث الکواکب لکھا۔

(۱۲) الروایۃ الرویۃ فی الاخلاق النبویۃ۔

(۱۳) النقاوۃ التقویۃ فی الخصائص النبویۃ۔

(۱۴) لمعۃ النبراس فی آداب الاکل واللباس۔

(۱۵) التمکن فی تحقیق مسائل التزین۔

(۱۶) احسن الوعاء لآداب الدعاء

(۱۷) خیر المخاطبۃ فی المحاسبۃ والمراقبۃ

(۱۸) ھدایۃ المشتاق الی سیر الانفس والآفاق۔

(۱۹) ارشاد الاحباب الی آداب الاحتساب۔

(۲۰) اجمل الفکر فی مباحث الذکر۔

(۲۱) عین المشاھدۃ لحسن المجاھدۃ۔

ع متعدد بار شائع ہوچکی۔

(۴۲) تشوق الاقاہ الی طرق محبة اللہ۔

(۴۳) غایة السعادة فی تحقیق الھمة والارادة۔

(۴۴) اقوی الذریعة الی تحقیق الطریقة الشرعیة

(۴۵) ترویح الارواح فی تفسیر سورة الانشراح۔

ان پندرہ رسائل مابین وجیز ووسیط کے مسودات موجود ہیں جنکی تبییض کی فرصت حضرت مصنف قدس سرہ نے نہ پائی فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ کا قصد ہے کہ انکو صاف کر کے ایک مجلد میں طبع کرائے ان شاء اللہ سبحانہ تعالیٰ ع کہ حلوا بہ تنہا نبایست خورد ؛ ان کے سوا اور تصانیف شریفہ کے مسودے بستوں میں ملتے ہیں مگر منتشر جن کے اجزاء اول آخر یا وسط سے گم ہیں انکے بارہ میں حسرت ومجبوری ہے۔ غرض عمر اس جناب کی ترویج دین وہدایت مسلمین ونکایت اعداد وحمایت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں گذری جزاہ اللہ عن الاسلام والمسلمین خیر جزاء آمین۔

پنجم جمادی الاولیٰ سنہ ۱۲۹۴ھ کو مارہرہ مطہرہ میں دست حق پرست حضرت آقائے نعمت دریائے رحمت سید الواصلین سند الکاملین قطب الوقت دا نہ دا امام زمانہ حضور پر نور سیدنا ومرشدنا ومولانا وماوٰینا وذخرنا لیومی وغدی حضرت سیدنا سید شاہ آل رسول احمدی تاجدار مسند مارہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ وافاض علینا من برکاتہ ونعمائہ پر شرف بیعت حاصل فرمایا حضور پیر ومرشد برحق نے مثال خلافت واجازت جمیع سلاسل وسند

حدیث عطا فرمائی یہ غلام ناکارہ بھی اسی جلسہ میں اس جناب کے طفیل ان برکات سے بہرہ یاب ہوا والحمد للہ رب العٰلمین۔

چھبیس شوال ۱۲۹۵ھ کو باوجود شدت علالت و قوت ضعف خود حضور اقدس سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص طور پر بلانے سے کہ من رآنی فی المنام[1] فقد رآنی۔ عزم زیارت و حج مصمم فرمایا۔ یہ غلام اور چند اصحاب و غلام ہمراہ رکاب تھے۔ ہر چند احباب نے عرض کی کہ علالت کی یہ حالت ہے آئندہ سال پر ملتوی فرمائیے۔ ارشاد کیا مدینہ طیبہ کے قصد سے قدم دروازہ سے باہر رکھ لوں پھر چاہے روح اسی وقت پرواز کر جائے۔ دیکھنے والے جانتے ہیں کہ تمام مشاہد میں تندرستوں سے کسی بات میں کمی نہ فرمائی بلکہ وہ مرض ہی خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک آبخورہ میں دوا عطا فرمانے سے کہ من رآنی[2] فقد رأ الحق۔ صلح پر نہ رہا جب ان حضرت اجل العلما اکمل الفضلا حضرت مولانا سید احمد زین دحلان شیخ الحرم وغیرہ علمائے مکہ معظمہ سے مکرر سند حدیث حاصل فرمائی۔ سلخ ذی القعدہ روز پنجشنبہ وقت ظہر ۱۲۹۷ھ ہجریہ قدسیہ کو اکاون برس پانچ مہینے کی عمر میں بعارضہ اسہال دموی شہادت پا کر شب جمعہ اپنے حضرت والد ماجد قدس سرہ کے کنار میں جگہ پائی انا للہ وانا الیہ راجعون۔

---

[1] رواہ احمد والبخاری والترمذی عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۲ منہ

[2] رواہ احمد والشیخان عن ابی قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۲ منہ

روز وصال نماز صبح پڑھ لی تھی۔ اور ہنوز وقت ظہر باقی تھا کہ انتقال فرمایا۔ نزع میں سب حاضرین نے دیکھا کہ آنکھیں بند کئے متواتر سلام فرماتے تھے جب چند انفاس باقی رہے ہاتھوں کو اعضائے وضو پر یوں پھیرا گویا وضو فرماتے ہیں یہاں تک کہ استنشاق بھی فرمایا۔ سبحان اللہ وہ اپنے طور پر حالت بے ہوشی میں نماز ظہر بھی ادا فرما گئے۔ جس وقت روح پر فتوح نے جدائی فرمائی فقیر سرہانے حاضر تھا واللہ العظیم ایک نور ملیح علانیہ نظر آیا کہ سینہ سے اٹھ کر برق تابندہ کی طرح چہرہ پر چمکا اور جس طرح لمعان خورشید آئینہ میں جنبش کرتا ہے یہ حالت ہو کر غائب ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی روح بدن میں نہ تھی پچھلا کلمہ کہ زبان فیض ترجمان سے نکلا لفظ اللہ تھا بس اور اخیر تحریر کہ دست مبارک سے ہوئی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم تھی کہ انتقال سے دو روز پہلے ایک کاغذ پر لکھی تھی بعدہ فقیر نے حضور پیر و مرشد برحق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رؤیا میں دیکھا کہ حضرت والد قدس سرہ الماجد کے مرقد پر تشریف لائے غلام نے عرض کی حضور یہاں کہاں او لفظا ھذا معناہ فرمایا۔ آج سے یا فرمایا اب سے ہم یہیں رہا کریں گے رحمہما اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ ؎

ذھب الذین یعاش فی اکنافھم ؎ وبقیت فی ناس کجلد الاجرب

یمن دعاء الناس لیفرح الجھل ؎ فبعدک لا یرجو البقاء من لہ عقل

اللھما رحمھما وارض عنھما واکرم نزولھما وافض علینا من برکاتھما۔ آمین برحمتک یا ارحم الراحمین۔ وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا

ومولانا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین. آمین.

فقیر غفرلہٗ نے چند سجع اس جناب کی تاریخ ولادت باسعادت ووصال خیر مآل میں ملہم غیب سے پائے جن میں التزام ہے کہ باوجود انتظام سلسلۂ عبارت ہر فقرہ ایک مستقل جملہ ہو جو کسی طرف تعلق عطف بھی نہ رکھتا ہو جس کے سبب جو پارہ چاہیے تنہا محل تاریخ میں سنائیے کہ تعداد مواد کا سچا محصل یہی ہے اس کے ساتھ یہ اہتمام بھی رہا کہ تکمیل عدد کو لفظ حشو نہ بڑھا بعض علیٰحدہ یہاں صفحۂ قرطاس پر جلوہ فزا۔

تواریخ ولادت

جاء ولی[1] نقی الثیاب[2] علی الشان	رضی الاحوال بہی المکان
۱ ۲ ھ ۴ ۶	۱ ۲ ھ ۴ ۶
ھو اجل محققی الافاضل	شہاب المدققین الاماثل
۱ ۲ ھ ۴ ۶	۲ ھ ۴ ۶
ترقی برج الشرف	بریٔ من الخسوف والکلف
۱ ۲ ھ ۴ ۶	۱ ۲ ھ ۴ ۶
افضل سباق العلما	اقدم حذاق الکرما
۱ ۲ ھ ۴ ۶	۱ ۲ ھ ۴ ۶

تواریخ وفات

کان نہایۃ جمع العظما	ختم اجلۃ الفقہا
۱ ۲ ھ ۹ ۷	۱ ۲ ھ ۹ ۷

[1] فیہا اشارۃ الی اسمہ قدس سرہٗ ۱۲
[2] الثیاب الاعمال قال تعالی وثیابک فطہر ۱۲

امین[1] اللہ فی الارض ابدا	ان فقد[2] نتلک کلتیہما یہتدی
۹۷ ۱۲	۹۷ ۱۲
ان موتۃ العالم موتۃ العالم	وفاۃ عالم الاسلام[3] ثلمۃ فی جمیع الانام
۹۷ ۱۲	۹۷ ۱۲

خلل فی باب العباد لا یسد الی یوم القیام یا غفور

۹۷ ۱۲ ۹۷ ۱۲

کمل لہ ثوابک یوم النشور امنحہ جنۃ اعدت للمتقین

۹۷ ۱۲ ۱۲

صلی اللہ تعالٰی علی سیدنا محمد و آلہ و اہلہ اجمعین

۹۰ ۱۲

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا المحمدی السنی الحنفی القادری

البرکاتی البریلوی غفرلہ وحقق املہ آمین

[1] عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم العالم امین اللہ فی الارض اخرجہ الامام ابو عمر فی کتاب العلم ۱۲

[2] فیہ اثبات لدعوی الابدیۃ ۱۲۔ [3] فی الخبر موت العالم ثلمۃ فی الاسلام لا تسد الی یوم القیامۃ او کما ورد واللہ تعالٰی اعلم۔ ۱۲ از۔ جواہر البیان فی اسرار الارکان

طالبان علوم نبوی سے چند باتیں

جس نے طلب علم کی راہ میں قدم رکھا اسے سب سے پہلے اپنی نیت کو صاف اور مستحکم کر لینا ضروری ہے۔ صفائی نیت سے مراد یہ ہے کہ طلب علم کو واقعۃً اپنا مقصود بنائے۔ وقت گذاری یا طلب سند اس کا مقصود نہ ہو۔ اور استحکام نیت کا مدعا یہ ہے کہ طلب علم کا شوق اپنے دل میں راسخ کرے۔ اور ایک لمحہ بھی اسے دل سے جدا نہ ہونے دے تاکہ اس کے ثمرات۔ اسکے اعضا پر اور اس کی عملی زندگی میں نمایاں ہوں۔

ظاہر ہے جسکی نیت طلب علم نہ ہو ہرگز وہ طالب علم نہیں۔ اور جسکی نیت میں استحکام نہ ہو اس کے اندر علم کی لگن۔ اور اس کی طلب میں مشقتوں کا تحمل نظر نہ آسکے گا بار بار اس کا ذہن بیکاری یا آرام طلبی کی طرف مائل ہوگا اور طلب علم سے روکے گا جسکے نتیجہ میں ایک وقت دیکھے گا کہ عمر بے بہا کا بڑا قیمتی حصہ ضائع ہوگیا اور کچھ حاصل نہ ہوا یا جتنا حاصل ہوا وہ اس طویل مدت کی بہ نسبت بہت کم ہے۔

یہ دور جس میں الحاد و بے دینی، اور آزادی و بے راہ روی اپنے عروج پر ہے، علم دین کی راہ میں قدم رکھنے کے لئے بڑے مضبوط ارادے اور توانا قلب و جگر کی ضرورت ہے۔ عالم دین بننے کا مطلب یہ ہے کہ اسے ہر گمراہی سے نبرد آزمائی کرنی ہوگی اور ہر آزادی و بے راہ روی کا پنجہ مروڑنا ہوگا ـــــ جس کے لئے بے پناہ قوتِ علم و عمل اور بے شمار اسلحوں سے آراستہ ہونا لازمی امر ہے ـــــ جبکہ ذہن مغربی اور اس کی دلفریب رعنائیوں کی طرف مائل ہو اس سے اسلامی تمدن کا تحفظ کبھی کیونکر ہوگا ـــــ خطرہ ہے کہ عالم بن کر وہ اپنے زیر اثر دوسرے مسلمانوں کو بھی اسلافِ اسلام کی روش اور ان کی وضع سے ہٹا کر مغربی روش پر ڈال دے۔

یوں ہی جو شخص علم دین اور دین اسلام کی برتری کے یقین سے خالی ہوگا وہ اس میں گہرائی و گیرائی نہ پیدا کر سکے گا نہ ہی ان اسلحوں سے آراستہ ہو سکے گا جن سے وہ الحاد و ضلال کی کاٹ کر سکے۔

عصر حاضر کے طالب علم دین کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے علوم سے بہرہ ور ہونے کے ساتھ مغربی علوم سے بھی ایک حصہ حاصل کرے تاکہ مغرب سے مرعوب نہ ہو اور اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کر سکے۔ اُن الزامات کا بھی پتہ لگائے جو دیگر ادیان و مذاہب کی طرف سے اسلام پر لگائے جاتے ہیں تاکہ ان کے دفاع و جواب کی تیاری کر سکے ـــــ اسی طرح اہل سنت کے حریف جتنے فرقِ باطلہ ہیں

ان کے شبہات واقوال سے واقفیت حاصل کرکے ان کے تحقیقی والزامی جوابات سے بھی روشناس ہوتا کہ امت مسلمہ کی حفاظت دینیات کا فریضہ انجام دے سکے۔

ظاہر ہے کہ ہر فن اور ہر بات کی تعلیم خاص نصاب درس ہی میں ہو جانی ممکن نہیں ـــ درس نظامی کا مقصود یہ ہے کہ طالب علم میں عربی کتاب خود سے سمجھنے کی قابلیت پیدا ہو جائے۔ نہ صرف سیر وتاریخ اور حکایات [illegible] سمجھنے کی لیاقت بلکہ فلسفہ وکلام کی مشکل کتابیں سمجھنے کی بھی لیاقت پیدا ہو ـــ اسی لئے درس نظامی میں ایسی کتابیں شامل کی گئی ہیں جو مشکل سے مشکل فن اور کتاب کے حل کا حوصلہ اور اس کی صلاحیت پیدا کرنے والی ہیں۔

لہذا ہمارے طالب علم کا ایک فرض تو یہ ہے کہ وہ اپنی درسیات کو پورے اخلاص ومحنت کیساتھ از خود سمجھ کر پڑھے اور استاذ کے ذریعہ ان میں رسوخ ومہارت حاصل کرے تاکہ دیگر کتب جو شامل نصاب نہیں، ان کے سمجھنے میں کبھی اسے دقت نہ معلوم ہو اور اس نصاب کا مقصود حاصل ہو۔

دوسرا فرض یہ ہے کہ سیرت وتاریخ، مطالعہ ادیان ومذاہب، تقابل ادیان، خصوصاً اثبات مذہب اہل سنت اور رد فرق باطلہ کی کتابوں کا مطالعہ کرکے ان پر عبور حاصل کرے تاکہ وہ اسلام وسنیت کی صحیح وکالت کرسکے۔ اور غلط باتیں بیان کرکے اپنے مذہب اور اہل مذہب کی رسوائی کا سامان نہ کرے۔

کتابوں کے مطالعہ میں بھی انتخاب اور لحاظ ترتیب ضروری ہے ـــ ان ہی

کتابوں کو منتخب کرنا چاہیے جو زیادہ جامع اور مستحکم دلائل و مسائل پر مشتمل ہوں - اور ان کو بھی ۔ آسان پھر مشکل پھر مشکل تر - یا الاہم فالاہم کی ترتیب سے دیکھنا چاہیے۔

تیسرا امر یہ ہے کہ تدریس و تعلیم ۔ تقریر و مناظرہ ۔ تحریر و تصنیف ۔ تدبیر و انتظام ہر شعبہ میں کچھ درک ضرور حاصل کرے کیونکہ عملی میدان میں قدم رکھنے کے بعد ایک ذمہ دار عالم دین کو ہر طرح کے حالات و ضروریات سے نبرد آزما ہونا پڑتا ہے۔

کسی طالب علم سے ان فرائض کی بجا آوری اس وقت تک ممکن نہیں جب تک وہ اپنے اوقات کو ضائع سے نہ بچائے اور ایک ایک منٹ کو اپنے مقصود اہم میں صرف نہ کرے ۔ اپنا ایک مرتب نظام الاوقات رکھے جس کی روشنی میں درسی و غیر درسی مطالعہ کی مہم بخوبی سر انجام دیتا رہے ۔ مثلاً فرصت و تعطیل کے ایام خصوصاً تعطیل کلاں میں غیر درسی کتب و مضامین میں بھرپور توجہ صرف کرے ۔ اور ایام تعلیم میں درسیات میں منہمک رہے اور صرف ایک گھنٹہ غیر درسی کتاب کے لئے رکھے۔ تفریح و آرام کا بھی وقت رکھے مگر قدر حاجت سے زائد نہیں کہ عمر کا ایک حصہ تو آرام میں گذر چکا اور باقی ساری عمر میں بھی اس کے مواقع مل سکتے ہیں ۔ طالب علمی کا زمانہ اور اساتذہ سے اکتساب علوم و فیوض کا دور بار بار نہیں ملتا ۔ اور گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں۔

عمل کی منزل بڑی سخت ہے اور نفس پر انتہائی گراں، مگر عالم دین اگر اس سے

خالی ہو تو عالم کہے جانے کا حقدار ہے نہ دین کی سچی حمایت اس سے ہو سکتی ہے۔ لازم ہے کہ وہ اپنے اسلاف کی سیر کا مطالعہ کرکے اس سے الفت پیدا کرے تاکہ ان کی بے داغ زندگی، اور ان کے زاہدانہ کردار کے سامنے نہ مغرب کی جلوہ سامانیاں اسے مرعوب کرسکیں نہ دنیا کی دوسری رعنائیاں ـــــ جو مسلمان اور عالم ہوکر مغربی تمدن کا دلدادہ ہو اور اس کا باطن مغربی لباس و وضع کی طرف لپکتا ہو یقیناً اس کا ذہن اپنے اسلاف کی روش سے غیر مطمئن، اور مغرب سے مرعوب ہے۔ اور غیر مرعوب ذہن کبھی بھی اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اس کا مقابلہ نہیں کرسکتا ایسے افراد مغربی تمدن کی غیر شعوری وکالت تو کرسکتے ہیں مگر اسلامی تمدن کی مخلصانہ حمایت ان سے متوقع نہیں۔ خصوصاً جب کہ ہمارے حریف فرقِ باطلہ ظاہری اخلاق و عمل سے ہی لوگوں کو اپنا گرویدہ بنا رہے ہیں اور اپنے بعض حضرات اپنی بے راہ روی سے لوگوں کو دور و نفور کر رہے ہیں پہلے تو اپنی ذات سے متنفر کرتے ہیں، پھر چونکہ ان کی ذات، ان کے مذہب کے ترجمان کی حیثیت سے متعارف اور ذہنوں میں راسخ ہوتی ہے۔ اس لئے بعض لوگوں کے لئے اپنے مذہب سے بھی نعوذ بالله نفرت کا سبب بنتے ہیں والعیاذ باللہ

حکم الہی کی عظمت کے ساتھ اس ماحول کی نزاکت بھی سمجھ لینے کے بعد عمل کی اہمیت اور بے عملی کی سخت مضرت مبہم نہیں رہ جاتی۔

پھر اسلام کی تعلیمات کا مطالبہ محض لباس و وضع پر بس نہیں۔ احکام ظاہر سے احکام باطن تک نہ جانے کتنی دشوار گذار منزلیں ہیں۔ جن کی جادہ پیمائی کے بغیر مقصد اصلی تک رسائی حاصل نہیں ہو سکتی۔ مومن کی ہر منزل سے آگے ایک اور منزل ہے وہ فاروق و صدیق ہو کر بھی سعی پیہم سے باز نہیں آتا۔ اور مزید کی طلب میں لگا رہتا ہے۔

ایک طالب علم اور عالم کا طرز زندگی ہرگز یہ نہ ہو کہ عمل سے گریزاں نظر آئے صرف رخصتوں کی تلاش میں رہے، عزیمتوں کا خیال بھی ذہن میں نہ لائے۔ اور یہ تو بہت پست حالت ہے کہ معاذ اللہ صریح خلاف ورزی، اور کھلا گناہ کرنے بعد توبہ و اعتراف کے بجائے تاویل و اصرار میں پڑا ہے۔ ۔ "عذر گناہ بدتر از گناہ"

محاسبۂ نفس، حسنِ اخلاق، پختگیٔ کردار و عمل، اخلاق و تقویٰ، جذبۂ خدمتِ دین، شوقِ اشاعت علم اور ان سب سے صرف خوشنودیٔ خدا و رسول کی طلب ایک طالب علم اور عالم دین کے لازمی اوصاف ہیں۔

اگلے صفحات میں امام حجۃ الاسلام محمد بن محمد غزالی قدس سرہ (۴۵۰/۵۰۵ھ) کی کتاب مبارک "احیاء علوم الدین" سے "باب آداب المتعلم والعالم" کا خلاصہ درج پیش کیا جا رہا ہے۔ جسے بنظر غائر پڑھنا، بگوش دل سننا، اور بخلوص قلب عمل میں لانا حال و مآل کی تابناکی کا ضامن ہوگا۔ واللہ الہادی والموفق ونعم المولیٰ ونعم النصیر۔

بندۂ عاصی۔ محمد احمد۔ ۱۰ محرم ۱۴۰۳ھ، ۲۶ اکتوبر ۱۹۸۲ء

فرائض وآداب متعلم

اول سب سے پہلے نفس کو برے اخلاق اور مذموم اوصاف سے پاک کرنا۔ کیونکہ علم قلب کی عبادت، اور باطن کی نماز ہے جسطرح ظاہر کی نماز طہارتِ ظاہر کے بغیر نہیں ہوسکتی یوں ہی عبادتِ باطن طہارتِ باطن کے بغیر ممکن نہیں۔

چند اوصاف ذمیمہ

(۱) محتاجی کا خوف (۲) تقدیر سے ناراضی (۳) خیانت (۴) کینہ (۵) حسد (۶) مومن کی بدخواہی (۷) جاہ طلبی (۸) ستائش پسندی (۹) کبر (۱۰) عُجب (دل میں اپنے کو بڑا سمجھنا) (۱۱) ریا (۱۲) غضب (۱۳) طمع (۱۴) بخل (۱۵) مالداروں کی تعظیم (۱۶) فقراء کی تحقیر (۱۷) زیادہ ہونے کی خواہش (۱۸) مخلوق کے لئے آراستہ ہونا (۱۹) اپنے عیوب چھوڑ کر دوسروں کے عیوب ڈھونڈھنا (۲۰) فکرِ آخرت سے خالی ہونا (۲۱) دل سے خوفِ خدا اٹھ جانا (۲۲) مُفاخرت (۲۳) دنیا پر خوش ہونا (۲۴) دنیا کے فوت پر رنجیدہ ہونا (۲۵) وغیرہ وغیرہ

دوم تعلقات دنیا کم کرے اور اپنے کو اہل وطن سے دور رکھے۔ کیونکہ تعلقات سے فکر بٹ جاتی ہے جسکے سبب طالب ادراک حقائق سے قاصر رہ جاتا ہے۔ اسی لئے کہا گیا ہے۔

العلم لا یعطیك بعضه حتی تعطیه کلك فاذا اعطیته کلك فانت من عطائه ایاك بعضه علی خطر۔

علم تمہیں اپنی ذات کا تھوڑا حصہ بھی اس وقت تک نہ دیگا جبتک تم اپنی ذات مکمل اس کے سپرد نہ کرو۔ اور یہ کرنیکے بعد بھی یقینی نہیں کہ علم اپنا بعض تمہیں عطا ہی کر دے۔ (مفہوم)

سوم علم پر تکبر نہ کرے اور معلم پر حاکم نہ بنے بلکہ اپنی لگام پورے طور پر اس کے ہاتھ میں دیدے اور اس کی خیرخواہی پر یقین رکھے جیسے نادان مریض مہربان ماہر طبیب پر یقین رکھتا ہے۔ اور معلم کے ساتھ تواضع پیش آئے اور اس کی خدمت سے ثواب و شرف کا طالب ہو۔

تکبر کی نشانی یہ بھی ہے کہ صرف ان لوگوں سے استفادہ کی خواہش کرے جو لوگوں میں مشہور اور معزز ہوں۔ یہ عین حماقت ہے۔ حکمت مومن کی گمشدہ چیز ہے جہاں بھی اسے پائے غنیمت سمجھے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ تجھ پر عالم کا حق یہ ہے کہ اس سے زیادہ سوالات نہ کر اور جواب کے لئے اسے سختی و پریشانی میں مبتلا نہ کر۔ جب اس پر کسل طاری ہو تو اس سے اصرار نہ کر جب اٹھنے لگے تو اس کا کپڑا نہ پکڑ

اس کا کوئی راز فاش نہ کر، ہرگز اس کے پاس کسی کی غیبت نہ کر، اور ہرگز اس کی غلطی و لغزش کا جویاں نہ رہ، اور اگر اس سے لغزش ہو جائے تو اس کا عذر قبول کر، اور تیرا فرض ہے کہ اسکی تعظیم و توقیر کر جب تک وہ امر الہی کی محافظت کرتا رہے۔ اس کے آگے نہ بیٹھ اور اگر اسکا کوئی کام آجائے تو اس کی خدمت میں دوسروں پر سبقت کر،

چہارم طالب علم ابتدائے حال میں اختلافات پر کان لگانے سے بچے خواہ اس کا مطلوب علوم دنیا ہوں یا علوم آخرت کیونکہ اس سے اس کی عقل حیرت زدہ ہو جائے گی اور ذہن پراگندہ، اس کی رائے میں فتور آجائیگا اور یہ اسکو علم ادراک سے مایوس کر دے گا۔ بلکہ چاہئے کہ پہلے ایک اچھا طریقہ جو اس کے استاذ کے نزدیک پسندیدہ ہو پختہ کرے پھر اس کے بعد مذاہب کے شبہات و دلائل کی طرف توجہ دے، اور اگر اس کا استاذ کوئی ایک رائے نہ رکھتا ہو، اس کی عادت صرف اقوال و مذاہب کو نقل کر دینا ہو تو اس سے بچے، کیونکہ اس کی گمراہی اس کی ہدایت سے زیادہ ہوگی۔

پنجم طالب علم پسندیدہ علوم میں سے کوئی فن، اور اس کے اقسام میں سے کوئی قسم نہ چھوڑے، کم از کم اس میں اتنی نظر حاصل کرے جس سے اس کے مقصد اور غایت پر آگاہ ہو جائے کہ اگر اسکی عمر اس کا ساتھ دے تو اس میں مہارت حاصل کرے ورنہ سب سے اہم علم میں مشغول ہو کر پورے طور سے اسے حاصل کرے۔ اور بقیہ علوم سے تھوڑا تھوڑا سیکھ لے

کیونکہ علوم ایک دوسرے کے معاون ہوتے ہیں اور ایک کا دوسرے سے ربط ہوتا ہے۔ طالب علم کو فوری طور پر اتنا فائدہ ضرور حاصل ہو جائے گا کہ اس علم سے نا آشنائی کے سبب اس علم کی دشمنی سے چھٹکارا پا جائیگا۔

فان الناس اعداء ما جهلوا — کہ لوگ اس کے دشمن ہوتے ہیں جسے جانتے نہیں۔

ششم فنون علم میں سے کسی فن میں یوں ہی بلا رعایت ترتیب مشغول نہ ہو، بلکہ ترتیب کا لحاظ رکھے اور ابتدا اس علم سے کرے جو زیادہ اہم ہے۔ کیونکہ عموماً عمر سارے علوم کی گنجائش نہیں رکھتی تو ہوشیاری یہی ہے کہ ہر چیز سے بہتر کو حاصل کرے اور اپنی پوری قوت اس علم کی تکمیل میں صرف کرے جو اشرف علوم ہے، اور وہ علم آخرت اور اللہ عزوجل کی معرفت ہے۔ اور یہ ایک ایسا سمندر ہے جسکی گہرائی کی انتہا کا ادراک نہیں ہو سکتا۔

ہفتم کسی فن میں اس وقت تک منہمک نہ ہو جب تک کہ اس سے پہلے والا فن مکمل نہ کر لے۔ کیونکہ علوم ایک لازمی ترتیب کے ساتھ مرتب ہیں، جن میں ایک، دوسرے تک پہونچنے کا زینہ اور راستہ ہے۔ اور خوش نصیب وہی ہے جو اس ترتیب اور تدریج کی رعایت کرے۔ اور کسی صاحب فن کی غلطی دیکھ کر اس فن کو غلط نہ سمجھے۔ بلکہ پہلے خود فن کا علم حاصل کرے۔ پھر اہل فن کی معرفت خود ہی حاصل ہو جائیگی۔

ہشتم وہ سبب جان لے جس سے یہ پہچان سکے کہ کون علم اشرف ہے اور یہ دو چیزیں ہیں۔

(۱) ثمرے اور نتیجے کی شرافت و فضیلت

(۲) دلیل کی پختگی و مضبوطی۔

جیسے علم دین اور علم طب، ایک کا فائدہ حیات ابدیہ ہے اور دوسرے کا فائدہ حیات فانیہ ہے۔ تو علم دین اشرف ہے۔ اور جیسے علم حساب اور علم نجوم، کہ علم حساب اشرف ہے، کیونکہ اس کی دلیلیں قوی اور مضبوط ہیں۔ اور اگر حساب کا طب سے مقابلہ کریں تو طب اپنے ثمرہ کے اعتبار سے اشرف ہے۔ اور حساب اپنے دلائل کے اعتبار سے اشرف ہے۔ اور ثمرے کا لحاظ بہتر ہے۔ اسی لئے علم طب اشرف ہے۔ اگرچہ یہ زیادہ تر ظن وتخمین پر مبنی ہے۔ اسی سے واضح ہوا کہ اشرف علوم اللہ عزوجل اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور رسولوں سے متعلق علم ہے۔ اور اس راستے کا علم جو اس تک پہونچانے والا ہے۔

نہم طلب علم سے متعلم کا مقصد یہ ہو کہ فی الحال اپنے باطن کو فضائل و کمالات سے آراستہ کرے اور آخرت میں اللہ سبحانہ تعالیٰ کا قرب پائے اور ملأ اعلیٰ کے جوار تک پہونچے ــــ علم سے اس کا مقصد سرداری، مال، رُتبہ، ناداںوں سے لڑائی اور ہمسروں سے مُفاخرت نہ ہو ــــ اس لحاظ سے اس کا مطلوب وہی ہوگا جو اس کے مقصود سے قریب تر ہو ــــ

اور یہ صرف علم آخرت ہے۔

اس کے باوجود اسے یہ نہ چاہیے کہ دیگر علوم کی طرف حقارت سے دیکھے۔ جیسے علم نحو ولغت، جو کتاب وسنت سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور دیگر علوم جنکو ہم نے علوم مقصودہ کا مقدمہ یا تکملہ بتایا ہے۔ اور جو فرض کفایہ ہیں۔ جس کا مقصود بھی اپنے علم سے ذات الٰہی ہو خواہ وہ کوئی بھی علم ہو یقیناً اسے فائدہ اور سربلندی عطا کرے گا۔

دہم یہ سمجھے کہ میرے علم مقصود کے لحاظ سے کون سا علم زیادہ مفید اور موثر ہے۔ تاکہ قریب کو بعید پر اور اہم کو غیر اہم پر ترجیح دے سکے۔

فرائض وآداب معلّم

جس نے تعلیم میں مشغولی اختیار کی تو ایک عظیم امر اور اہم ذمہ داری کا قلادہ اپنی گردن میں ڈالا لہٰذا اس کے آداب و فرائض کی پابندی کرے۔

اوّل طالب علموں پر شفقت کرے اور ان کو اپنی اولاد کے درجے میں رکھے اس طرح کہ اسکا مقصد یہ ہو کہ انھیں نار آخرت سے نجات دلائیگا۔

اور یہ والدین کے اپنی اولاد کو نار دنیا سے بچانے سے زیادہ اہم ہے۔ اسی لئے معلّم کا حق والدین کے حق سے زیادہ عظیم ہے۔ کیونکہ والد حیات فانی کا سبب ہے اور استاد حیات باقی کا سبب ہے۔ اور معلّم وہی ہے جو اخروی دائمی زندگی بخشنے والا ہو۔ یعنی وہ جو علوم آخرت کی تعلیم دے یا بقصد آخرت علوم دنیا کی تعلیم دے نہ وہ جو کہ بقصد دنیا تعلیم دے کیونکہ تعلیم بقصد دنیا ہلاکت اور ہلاک کرنے والی ہے خدا کی پناہ اس سے

جس طرح ایک شخص کے فرزندوں کا حق یہ ہے کہ آپس میں محبت رکھیں اور تمام مقاصد میں ایک دوسرے کی مدد کریں اسی طرح ایک شخص کے شاگردوں کا حق یہ ہے کہ ایک دوسرے سے الفت اور دوستی رکھیں۔ اور اگر ان کا مقصد آخرت ہو گا تو یہی ہو گا۔ ورنہ اگر ان کا مقصد دنیا ہو گا تو آپس میں ایک دوسرے

سے بغض وحسد نظر آئے گا۔ کیونکہ علماء اور ابنائے آخرت دنیا کا راستہ طے کرتے ہوئے بارگاہ مولیٰ کا سفر کر رہے ہیں۔ اور راستے کے دوران مسافرین میں ایک دوسرے سے محبت ودوستی ضرور ہوتی ہے۔ جب سفر دنیا کا یہ حال ہوتا ہے تو سفر آخرت کا کیا حال ہوگا۔

دوم صاحب شریعت صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کرتے ہوئے علم کے افادے پر کسی عوض کا طالب اور کسی صلے اور شکریے کا خواہشمند نہ ہو، بلکہ صرف خدا کی خوشنودی اور اس کا تقرب حاصل کرنے کے لئے تعلیم دے۔ اور طلبہ پر اپنا کوئی احسان نہ سمجھے ـــــ اگرچہ واقع کے لحاظ سے احسان ان پر لازم ہے ـــ یہ خیال کرے کہ تعلیم کا ثواب متعلم سے زیادہ ہے اگر متعلم ہی نہ ہوتا تو یہ ثواب کیونکر حاصل ہوتا۔ اجر کا طالب صرف اللہ تعالیٰ سے ہو۔

مال اور دنیا کی ساری چیزیں خادم بدن ہیں۔ اور بدن نفس کی سواری ہے اور مخدوم علم ہے۔ کیونکہ اسی سے نفس کا شرف ہے۔ تو جو علم سے مال کا طالب ہو اسکی مثال اس شخص کی ہے جو اپنے جوتے کے نچلے حصے سے اپنا چہرہ صاف کرے کیونکہ اسنے مخدوم کو خادم اور خادم کو مخدوم بنا دیا۔

معلم متعلم سے یہ امید رکھتا ہے کہ ہر مصیبت میں اس کا ساتھ دے۔ اسکے دوست کی مدد کرے اور اسکے دشمن سے دشمنی رکھے۔ اور اس کے سامنے اسکی خدمت کے لئے دست بستہ کھڑا رہے۔ اگر ذرا بھی اس نے اس کے حق میں کوتاہی کی تو معلم اس پر بھڑک اٹھتا ہے اور اس کا سب سے بڑا دشمن ہو جاتا ہے۔

کس قدر گھٹیا ہے ایسا عالم جو اپنے لئے اس رتبے کو پسند کرے پھر اس پر خوش ہو۔ اسکے باوجود یہ کہتے ہوئے نہ شرمائے کہ تدریس سے میرا مقصد علم کی اشاعت اور اللہ تعالیٰ کی قربت اور اسکے دین کی حمایت ہے۔

سوم متعلم کی خیر خواہی اور نصیحت ترک نہ کرے۔ اس طرح کہ اگر وہ کسی رتبہ کا مستحق ہونے سے پہلے اسے لینا چاہتا ہے تو اسے روکے اور علم جلی سے فراغت سے پہلے کسی علم خفی میں مشغول ہونا چاہتا ہے تو اسے منع کرے پھر اسکو اس پر متنبہ کرے کہ طلب علم کا مقصد قرب خداوندی ہے نہ کہ شہرت وسرداری اور مفاخرت وخود نمائی۔ اور جہاں تک ان سے ممکن ہو اسکے دل میں اس کی برائی راسخ کرے۔ کیونکہ اگر وہ عالم فاجر ہوگیا تو اس کا افساد اسکی اصلاح سے کہیں زیادہ ہوگا۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو رنجیدہ دیکھ کر ان سے غم کا سبب دریافت کیا گیا تو فرمایا۔

صرنا متجراً لابناء الدنیا یلزمنا احدھم حتی اذا تعلم جعل قاضیاً او عاملاً او قھرماناً	ہم دنیا داروں کی منڈی ہو کر رہ گئے ہیں آدمی ہم سے علم حاصل کرنے میں لگا رہتا ہے، جب عالم ہو جاتا ہے تو کہ قاضی بنا دیا جاتا ہے یا گورنر یا کوتوال۔

چہارم فن تعلیم وتربیت کے نکات میں سے یہ ہے کہ متعلم کو برے اخلاق سے جہاں تک ہو سکے اشارۃً وتعریض کے طور پر روکے، صراحت نہ کرے

اور شفقت کے طور پر نہ توبیخ کے طور پر۔ کیونکہ تصریح حجاب ہیبت چاک کر کے خلاف ورزی کی جسارت پیدا کر دیتی ہے اور اصرار کا شوق بڑھا دیتی ہے۔

پنجم جو شخص ایک فن یا چند فنون کی تعلیم کا ذمہ دار ہو اسے نہ چاہیے کہ متعلم کے دل میں دیگر علوم کی برائی پیدا کرے۔ مثلاً لغت کا معلم علم فقہ کی برائی بیان کرے، اور فقہ کا معلم علم حدیث و تفسیر کی اہمیت گھٹائے۔ کہ یہ تو محض نقل اور سماعت ہے جو بوڑھیوں کا کام ہے جولانیٔ عقل کی اس میں کوئی گنجائش نہیں، اور کلام کا معلم فقہ سے نفرت دلائے اور کہے کہ اس میں تو عورتوں کے حیض وغیرہ کی گفتگو ہے صفات الٰہی کی بحث سے اس سے کیا نسبت؟۔

یہ سب معلمین کے اخلاق ذمیمہ ہیں جس سے بچنا چاہیے بلکہ ہر علم کے ذمہ دار کو یہ چاہیے کہ متعلم کے لئے دوسرا علم حاصل کرنے کی راہ کھولے اور اگر چند علوم پڑھاتا ہو تو متعلم کو ایک منزل سے دوسری منزل تک ترقی دینے میں تدریج کا لحاظ رکھے۔

ششم متعلم کو اس کے فہم کے مطابق بتائے۔ ایسی بات اس کے سامنے پیش نہ کرے جس تک اس کی عقل کی رسائی نہ ہو۔ کیونکہ اس سے وہ اس علم سے متنفر ہو جائے گا یا اس کی عقل خبط میں مبتلا ہو جائیگی۔

ہفتم کم درجہ متعلم کے سامنے واضح بات پیش کرنی چاہیے جو اس کے لائق ہو۔ اور اس کے سامنے یہ ظاہر نہیں کرنا چاہیے کہ اس بات کے علاوہ ایک اور تحقیق و تدقیق ہے جو ابھی تمہیں بتانے کے قابل نہیں۔ کیونکہ اس سے اس واضح بات میں بھی اس کا شوق کم ہو جائے گا۔ اس کا دل پراگندہ ہو گا۔

اور یہ خیال کرے گا کہ معلم بتانے میں بخل کر رہا ہے۔ کیونکہ ہر شخص اپنے کو ہر دقیق علم کا اہل سمجھتا ہے ـــــ سب سے بیوقوف اور کم عقل بھی اپنے کمالِ عقل پر نازاں نظر آتا ہے۔ اسی سے یہ بھی سمجھ لینا چاہئے کہ عوام جن عقائد اور احکام حقہ کو جانتے ہوں اور اس کے متعلق ان کا اعتقاد قوی ہو چکا ہو ان میں ان کی عقل سے زیادہ کلام نہ کرے۔ کہ یہ ان کی پختگی کے بجائے گمراہی اور پریشان خاطری کا سبب ہو سکتا ہے۔

ہشتم معلم اپنے علم پر عمل پیرا بھی ہو۔ اس کا فعل اس کے قول کی تکذیب نہ کرتا ہو۔ کیونکہ علم کا ادراک بصیرت سے ہوتا ہے۔ اور عمل کا ادراک بصارت سے۔ اور ارباب بصر زیادہ ہیں۔ جب اس کا عمل اس کے علم کے مخالف ہوگا تو کارِ ہدایت اس سے سرانجام نہ ہوگا۔ جو شخص خود کوئی چیز کھائے اور دوسروں سے کہے کہ تم اسے نہ کھانا یہ زہر قاتل ہے تو لوگ اس کا مذاق اڑائیں گے۔ اور اسی چیز کی طرف ان کی رغبت بڑھ جائے گی۔ وہ کہیں گے کہ اگر یہ سب سے لذیذ و پاکیزہ چیز نہ ہوتی تو وہ تنہا اپنے لئے اس کو خاص نہ کرتا۔

لا تنہ عن خلق وتأتی مثلہ ؛ عار علیک اذا فعلت عظیم

ترجمہ:۔ ایسا نہ ہو کہ کسی عادت سے لوگوں کو روکو اور خود کرو اگر ایسا ہوا تو بڑے ننگ و عار کی بات ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَکُمْ۔ کیا لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو اور اپنے کو بھول جاتے ہو۔

اسی لئے معاصی عالم کا گناہ جاہل کے گناہ سے بڑا ہے۔ کیونکہ عالم کے پھسلنے سے کثیر عالم پھسل جاتا ہے اور اس کی اقتدا کرنے لگتا ہے۔ جو کوئی برا طریقہ جاری کرے اس پر اس کا گناہ ہے اور ان سب کا گناہ جو اس پر عمل کریں۔ ارشاد نبوی ہے۔

ان اشد الناس عذابا یوم القیمۃ عالم لم ینفعہ اللہ بعلمہ۔	قیامت کے دن سب سے سخت عذاب اس عالم کا ہوگا جس کا علم خود اس کے لئے نفع بخش نہ ہوا۔

اور فرمایا گیا ہے۔

یکون فی اٰخر الزمان عُبّادٌ جہال وعلماء فساق۔	آخر زمانے میں جاہل عبادت گذار اور فاسق علماء ہونگے۔

ایک اور حدیث میں ہے۔

من ازداد علما ولم یزدد ھدی لم یزدد من اللہ الا بُعداً۔	جس کا علم زیادہ ہوا اور ہدایت و عمل میں ترقی نہ ہوئی تو اللہ سے اس کی دوری بھی زیادہ ہوگی۔

اور ایک حدیث میں ہے۔

لا یکون المرء عالما حتی یکون بعلمہ عاملا۔	اس وقت تک آدمی عالم نہ ہوگا جب تک اپنے علم پر عامل نہ ہو۔

فرمایا گیا ہے۔

ہر عالم کے پاس نہ بیٹھو مگر ایسے عالم کے پاس جو تمہیں پانچ چیزوں کی طرف بلائے۔

(۱) شک سے یقین کی طرف (۲) ریا سے اخلاص کی طرف (۳) رغبت دنیا سے زہد کی طرف (۴) کبر سے تواضع کی طرف (۵) دشمنی سے خیر خواہی کی طرف

یا واعظ الناس قد اصبحت متھما ٭ اذ عبت منک امورا انت تاتیھا

اے لوگوں کو نصیحت کرنیوالے تو قابل اعتبار نہ رہا، کیونکہ جن امور کو تو کرتا ہے انھیں کو دوسروں کے لئے معیوب بتاتا ہے۔

اصبحت تنصحھم بالوعظ مجتھدا ٭ فالموبقات لعمری انت جانیھا

تو محنت کرکے وعظ کے ذریعے لوگوں کو نصیحت کرتا ہے پھر خود ہی سارے مہلکات کا مرتکب ہوتا ہے۔

تعیب دنیا وناسا راغبین لھا ٭ وانت اکثر منھم رغبۃ فیھا

تو دنیا اور دنیا کی طرف رغبت رکھنے والے لوگوں پر عیب لگاتا ہے۔ اور خود سب سے زیادہ دنیا کی رغبت رکھتا ہو۔

(از: ۱- احیاء العلوم للامام الغزالی قدس سرہ العالی ص۵۶ ج۱ بتلخیص ترجمہ۔ از محمد احمد مصباحی فیض العلوم محمد آباد گوہنہ۔ رکن المجمع الاسلامی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین ؛ والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیدنا محمد والہ واصحابہ اجمعین ؛

بعد حمد وصلاۃ کے واضح ہو کہ یہ چند فضائل وفوائد علم دین کے واسطے ترغیب مومنین کے لکھے جاتے ہیں ______ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :۔ علم مدار کار اور قطب دین ہے ___ فی الواقع کوئی کمال دنیا وآخرت میں ، بے اس صفت کے حاصل ، اور ایمان بے اس کے کامل نہیں ہوتا مصرعہ کہ بے علم نتواں خدا را شناخت [۱]

اسی جگہ سے کہتے ہیں کہ کوئی راہ جناب احدیت کی طرف علم سے قریب تر اور کوئی چیز خدا کے نزدیک جہل سے بدتر نہیں۔

اَلْعِلْمُ بَابُ اللہِ الْاَقْرَبُ ، وَالْجَهْلُ اَعْظَمُ حِجَابٍ بَیْنَكَ وَبَیْنَ اللہِ [۲]

علم مُوجِبِ حیات ___ بلکہ عین حیات اور جہل مُورِثِ موت ___ بلکہ خود موت ہے ___ وَلَنِعْمَ مَا قِیْلَ :۔ لَا تُعْجِبَ عَلَی الْجُهُوْلِ حِلْیَةً فَذَاكَ مَیِّتٌ وَثَوْبُهٗ كَفَنٌ [۳]

---

[۱] بغیر علم خدا کو پہچان نہیں سکتے ۱۲ م [۲] علم اللہ کا قریب تر دروازہ ہے ، اور جہل تمہارے اور خدا کے درمیان سب سے بڑا حجاب ہے ۱۲ م [۳] جاہل کے جسم پر کسی زیور سے حیرت میں نہ پڑو کہ وہ تو مردہ ہے اور اس کا جامہ کفن ۱۲ مترجم۔

اگر خدا کے نزدیک کوئی شی علم سے بہتر ہوتی آدم علیہ السّلام کو مقابلہ ملائکہ میں دی جاتی۔ تسبیح و تقدیس فرشتوں کی، علم اسماء کے برابر نہ ٹھہری۔ علم حقائق و دیگر علوم دینیہ کی بزرگی کس مرتبہ میں ہوگی؟

مصرعہ: قیاس کن زگلستان من بہار مرا

آیات

اللہ جلّ جلالہ وعمّ نوالہ فرماتا ہے:۔

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَۙ وَ الْمَلٰٓىٕكَةُ وَ اُولُوا الْعِلْمِ قَآىٕمًۢا بِالْقِسْطِ [1]

گواہی دی اللہ نے کہ کوئی بندگی کے لائق نہیں سوا اس کے۔ اور فرشتوں نے اور عالموں نے۔ وہ بانصاف ہے۔

اس آیت سے تین فضیلتیں علم کی ثابت ہوئیں:۔

اول:۔ خدائے عزّ وجلّ نے علما کو اپنے اور فرشتوں کے ساتھ ذکر کیا۔ اور یہ ایسا مرتبہ ہے کہ نہایت نہیں رکھتا۔

دوم:۔ اُن کو فرشتوں کی طرح اپنی وحدانیت کا گواہ اور اُن کی گواہی کو دلیلِ ثبوت اُلُوہیت قرار دیا۔

سوم:۔ اُن کی گواہی، مانند گواہی ملائکہ کے، معتبر ٹھہرائی۔

دوسری آیت:۔ میں اپنی اور عالم کی گواہی کو کافی فرمایا۔

قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِیْدًۢا بَیْنِیْ وَ بَیْنَكُمْۙ وَ مَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ [2]

کہہ کافی ہے اللہ گواہ میرے اور تمہارے بیچ میں اور وہ شخص جسکے پاس علم کتاب کا ہے۔

---

[1] پ ۳ ع ۱۰ [2] پ ۱۳ ع ۱۲۔

تیسری آیت :- يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ[1]

یعنی اللہ تعالیٰ بلند کریگا اُن لوگوں کے جو ایمان لائے تم میں سے۔ اور ان کے جنکو علم دیا گیا ہے۔ درجے۔

یہاں سے ثابت ہوا کہ علم ایمان کی طرح بلندیِ مراتب کا سبب ہے۔

چوتھی آیت :- وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ[2]

اور پکے لوگ علم میں کہتے ہیں :- ہم ایمان لائے، سب ہمارے رب کے پاس سے ہے۔ اور نصیحت نہیں مانتے مگر عقل والے۔

یہ آیت اہل علم کے کمالِ ایمان وعقل اور نہایت اِنقیاد پر دلالت کرتی ہے۔

پانچویں آیت :- اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا[3]

جز این نیست کہ ڈرتے ہیں اللہ کے بندوں میں سے عُلَمَا۔

اور وجہ اس حصر کی ظاہر ہے کہ جب تک انسان خدا کے قہر وبے پرواہی اور احوالِ دوزخ اور اہوالِ قیامت کو تفصیل نہیں جانتا حقیقت خوف وخشیت کی اُس کو حاصل نہیں ہوتی ۔ اور تفصیل ان چیزوں کی علمار کے سوا کسی کو معلوم نہیں۔

چھٹی آیت :- وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبَّانِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ

ولیکن تم ہو جاؤ اللہ والے بسبب کتاب سکھانے تمھارے، اور بسبب درس

---

[1] پ ۲۸ ع ۲ [2] پ ۳ ع ۹ [3] پ ۲۲ ع ۱۶

وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ ؎۱ ۔۔۔۔ کرنے تمھارے کے۔

یہاں سے ظاہر ہوا کہ مقتضائے علم یہ ہے کہ آدمی تمام عالم سے علاقہ قطع کرکے خدا ہی کا ہو جاوے اور اسی سے کام رکھے۔ اسی واسطے عالم کو مَوْلَوِیْ کہتے ہیں، منسوب بمَوْلیٰ۔ یعنی اللہ والا۔

ساتویں آیت:۔ مَنْ یُّؤْتَ الْحِکْمَۃَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا کَثِیْرًا ؎۲ ۔۔۔ جو حکمت دیا گیا بہت بھلائی دیا گیا۔

اور ظاہر ہے کہ جو بہت بھلائی دیا گیا اُس کا مرتبہ بھی بہت بڑا ہوگا۔

آٹھویں آیت:۔ وَتِلْکَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُھَا لِلنَّاسِ وَمَا یَعْقِلُھَا اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ ؎۳ ۔۔۔ یہ کہاوتیں بیان کرتے ہیں ہم ان لوگوں کے لئے، اور نہیں سمجھتے اُن کو مگر جاننے والے۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ کلام الٰہی کے بھید اور خدا کی باتوں کے اسرار علما کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

نویں آیت:۔ وَقَالَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَیْلَکُمْ ثَوَابُ اللّٰہِ خَیْرٌ لِّمَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ؎۴ ۔۔۔ کہا اُن لوگوں نے جو علم دیے گئے خرابی تم پر، ثواب خدا کا بہتر ہے اُس کے لئے جو ایمان لائے اور اچھا کام کرے۔

یہاں سے ظاہر ہوا کہ قدر و منزلت دارِ آخرت کی علما ہی خوب جانتے ہیں

؎۱ پ۳ ع۱۶ ؎۲ پ۳ ع۵ ؎۳ پ۲۰ ع۱۶ ؎۴ پ۲۰ ع۱۱

دسویں آیت :- قُلۡ هَلۡ یَسۡتَوِی الَّذِیۡنَ یَعۡلَمُوۡنَ وَالَّذِیۡنَ لَا یَعۡلَمُوۡنَ [۱] تو کہہ کیا برابر ہیں وہ لوگ کہ جانتے ہیں اور وہ لوگ جو نہیں جانتے ۔

یعنی جاہل کسی طرح عالم کے مرتبہ کو نہیں پہنچتا ۔

احادیث و آثار

(۱) ترمذی نے روایت کیا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دو آدمیوں کا ذکر ہوا - ایک عابد - دوسرا عالم آپ نے فرمایا :-

فَضۡلُ الۡعَالِمِ عَلَی الۡعَابِدِ كَفَضۡلِیۡ عَلٰی اَدۡنَاكُمۡ ۔ بزرگی عالم کی ، عابد پر ایسی ہے جیسے میری فضیلت تمہارے کمتر پر ۔

(۲) اور دارمی کہ جب پروردگار قیامت کے دن اپنی کرسی پر ، واسطے فیصلہ بندوں کے بیٹھے گا علماء سے فرمائے گا :-

اِنِّیۡ لَمۡ اَجۡعَلۡ عِلۡمِیۡ وَحِلۡمِیۡ فِیۡكُمۡ اِلَّا وَاَنَا اُرِیۡدُ اَنۡ اَغۡفِرَ لَكُمۡ وَلَا اُبَالِیۡ ۔ خلاصہ معنیٰ یہ ہے کہ میں نے اپنا علم و حلم تم کو صرف اسی ارادے سے عنایت کیا کہ تم کو بخش دوں اور مجھے کچھ پرواہ نہیں ۔

(۳) بیہقی روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :-

اللہ بڑا جواد ہے ۔ اور میں سب آدمیوں میں بڑا سخی ہوں ۔ اور میرے بعد اُن میں بڑا سخی وہ ہے جس نے کوئی علم سیکھا پھر اسکو پھیلایا ۔

---

[۱] پ ۲۳ ع ۱۵

(۴) ذہبی نے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قیامت کے دن علما کی دواتوں کی سیاہی اور شہیدوں کا خون تولا جائے گا۔ روشنائی ان کی دواتوں کی شہیدوں کے خون پر غالب آئے گی۔

(۵) احیاء العلوم میں مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ خدائے تعالیٰ قیامت کے دن عابدوں اور مجاہدوں کو حکم دے گا بہشت میں جاؤ۔ علما عرض کریں گے الٰہی انھوں نے ہمارے بتلانے سے عبادت کی اور جہاد کیا۔ حکم ہوگا تم میرے نزدیک بعض فرشتوں کی مانند ہو شفاعت کرو کہ تمھاری شفاعت قبول ہو۔ پس شفاعت کریں گے پھر بہشت میں جاویں گے۔

(۶) اور حدیث شریف میں آیا کہ جو شخص طلب علم میں مرجائے گا خدا سے ملے گا دراں حالیکہ اُسمیں اور پیغمبروں میں درجۂ نبوت کے سوا کوئی درجہ نہ ہوگا۔

(۷) اور حدیث میں آیا ہے جو شخص ایک باب علم کا، اوروں کے سکھانے کے لئے سیکھے اُس کو ستر صدیقوں کا اجر دیا جاوے۔

(۸) اور معالم التنزیل میں لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص طلب علم میں سفر کرتا ہے فرشتے اپنے بازوؤں سے اُس پر سایہ کرتے ہیں اور مچھلیاں دریا میں اور آسمان وزمین اُس کے حق میں دعا کرتے ہیں۔

(۹) امام غزالی نے روایت کیا کہ عالم کو ایک نظر دیکھنا سال بھر کی نماز وروزہ سے بہتر ہے۔

(۱۰) بخاری اور ترمذی نے بسند صحیح روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ۔ خدائے تعالیٰ جسکے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اُسے دین میں دانشمند کرتا ہے:

اشباہ والنظائر میں لکھا ہے کہ:۔ کوئی آدمی اپنے انجام سے واقف نہیں ہوتا سوا فقیہ کے کہ باخبار مخبر صادق جانتا ہے اُسکے ساتھ خدا نے بھلائی کا ارادہ کیا ہے۔ دُرِّ مختار میں اسمعیل بن ابی رجا سے منقول ہے کہ میں نے امام محمد کو خواب میں دیکھا۔ حال پوچھا۔ کہا:۔ مجھے خدا نے بخش دیا اور فرمایا اگر میں تجھ پر عذاب کرنا چاہتا علم عنایت نہ فرماتا۔

(۱۱) ابوداؤد نے ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ جو شخص طلب علم میں ایک راہ چلے خدا اُسے بہشت کی راہوں سے ایک راہ چلا دے۔ اور بیشک فرشتے اپنے بازو طالب علم کی رضامندی کے واسطے بچھاتے ہیں۔ اور بیشک عالم کے لئے استغفار کرتے ہیں سب زمین والے اور سب آسمان والے یہاں تک کہ مچھلیاں پانی میں۔ اور بیشک فضل عالم کا، عابد پر ایسا ہے جیسے چودھویں رات کے چاند کی بزرگی سب ستاروں پر۔ اور بیشک علما وارث انبیاء کے ہیں اور بیشک پیغمبروں نے درہم و دینار میراث نہ چھوڑی، علم کو میراث چھوڑا ہے۔ پس جو علم حاصل کرے اُسنے بڑا حصہ حاصل کیا۔

(۱۲) اور صحیح مسلم کی روایت میں وارد ہوا کہ جو شخص طلب علم میں کوئی راہ چلے گا خدا اُس کیلئے بہشت کی راہ آسان کرے گا۔ اور جب کچھ لوگ خدا کے گھروں سے کسی گھر میں جمع ہو کر کتاب اللہ پڑھتے ہیں اور آپس میں درس کرتے ہیں اُن پر سکینہ نازل ہوتا ہے اور رحمت اُن کو ڈھانپ لیتی ہے۔ اور فرشتے انکو ہر طرف سے گھیر لیتے ہیں اور خدا اپنے پاس والوں کے سامنے اُن کا ذکر کرتا ہے: یعنی فرشتوں پر اُن کی خوبی اور اپنی رضامندی اُن سے ظاہر فرماتا ہے۔

(۱۳) اور ابوذر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے عالم کی مجلس میں حاضر ہونا ہزار رکعت نماز، ہزار بیماروں کی عیادت، اور ہزار جنازوں پر حاضر ہونے سے بہتر ہے۔ کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ۔ اور قراءت قرآن؟ یعنی کیا علم کی مجلس میں حاضر ہونا قراءت قرآن سے بھی افضل ہے؟۔ فرمایا:۔ آیا قرآن بے علم کے نفع بخشتا ہے؟۔ یعنی فائدہ قرآن کا بے علم کے حاصل نہیں ہوتا۔

(۱۴) امام محی السنہ بغوی معالم التنزیل میں لکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ایک فقیہ شیطان پر ہزار عابد سے زیادہ بھاری ہے۔ اور وجہ اُس کی ظاہر ہے کہ عابد اپنے نفس کو دوزخ سے بچاتا ہے اور عالم ایک عالم کو ہدایت فرماتا ہے اور شیطان کے مکر و فریب سے آگاہ کرتا ہے [1]

[1] صاحبدلے بمدرسہ آمد زخانقاہ ٭ بشکست عہد صحبت اہل طریق را بعین جیم

(۱۵) اور ترمذی کی حدیث میں ہے :۔ تحقیق اللہ اور اُس کے فرشتے۔ اور سب زمین والے۔ اور سب آسمان والے، یہاں تک کہ چیونٹی اپنے سوراخ میں، اور یہاں تک کہ مچھلی یہ سب درود بھیجتے ہیں علم سکھانے والے پر جو لوگوں کو بھلائی سکھاتا ہے :۔

(۱۶) امام غزالی احیاء العلوم میں روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔ نزدیک تر لوگوں کے، درجۂ نبوت سے علماء و مجاہدین ہیں۔ یعنی اُن کا مرتبہ پیغمبروں کے مرتبہ سے بہ نسبت تمام خلق کے قریب ہے کہ اہل علم اُس چیز پر جو پیغمبر لائے دلالت کرتے ہیں۔ اور اہل جہاد اُس چیز پر کہ پیغمبر لائے تلواروں سے لڑتے ہیں۔

(۱۷) مسلم کی حدیث میں ہے کہ جب آدمی مرتا ہے اُس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے مگر تین چیزوں سے۔ کوئی صدقۂ جاریہ چھوڑ گیا۔ یا ایسا علم جس سے لوگوں کو نفع ہو۔ یا فرزند صالح کہ اُس کے واسطے دعا کرے۔ یعنی تین چیزوں کا فائدہ مرنے کے بعد بھی باقی رہتا ہے۔

(۱۸) ابراہیم علیہ السلام سے ارشاد ہوا اے ابراہیم! میں علیم ہوں ہر علیم کو دوست رکھتا ہوں۔ یعنی علم میری صفت ہے اور جو میری اِس صفت پر ہے

حاشیہ بقیہ صفحہ ۴۲ کا

گفتم میان عالم و عابد چہ فرق بود ۔ تا کردی اختیار از آں این فریق را
گفت او گلیم خویش بدر می برد ز موج ۔ ویں جہد کند کہ بگیرد غریق را (گلستان)

وہ میرا محبوب ہے۔

(۱۹) مولا علی فرماتے ہیں کہ عالم، روزہ دار شب بیدار مجاہد سے افضل ہے۔

(۲۰) کسی نے مجتہد ابو بکر سے پوچھا کہ فقیہ کو قرائت قرآن بہتر ہے یا درس فقہ؟ فرمایا ابو مطیع سے منقول ہے کہ ہمارے اصحاب کی کتابوں کو بغیر قصد سیکھنے کے دیکھنا شب بیداری سے بہتر ہے۔

(۲۱) ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، مجھے ایک مسئلہ سیکھنا رات بھر کی عبادت سے زیادہ عزیز ہے۔

(۲۲) عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، ہزار عابد قائم اللیل صائم النہار کا مرنا ایک عالم کی، کہ خدا کے حلال و حرام پر صبر کرتا ہے۔ موت کے برابر نہیں۔

(۲۳) امام غزالی لکھتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں: عالم باعمل کو ملکوت آسمان میں "عظیم" یعنی بڑا شخص کہتے ہیں۔

اسی طرح فضائل و فوائد اس صفت کے اخبار و آثار میں بے شمار وارد ہیں۔ صرف یہ بات کہ وہ صفت، جناب احدیت اور حضرت رسالت کی ہے، اسکی فضیلت میں کفایت کرتی ہے۔ بھلائی دونوں جہان کی علم سے حاصل ہوتی ہے۔ اور سعادت دارین بوسیلہ اس صفت کے ہاتھ آتی ہے ــــ جاہل درحقیقت حیوان مطلق ہے کہ فضل انسان کا "ناطق" ہے پس آدمی کو لازم ہے کہ اس دولت عظمیٰ کی تحصیل میں کوشش کرتا رہے[1] اور اسکے موانع کو دفع کرے۔

[1] اغد معلماً او متعلماً او مستمعاً — صبح کو نکل معلم ہو کر یا متعلم ہو کر یا سامع ہو کر

علم کے موانع اور ان کے دفعیے

اور موانع اِس صفت کے آٹھ ہیں۔

مانع اول:۔ شیطان۔ کہ جس قدر عداوت علم سے رکھتا ہے دوسری صفت سے نہیں رکھتا۔ اور جس قدر وسوسے اِس کام سے روکنے کے لئے دل میں ڈالتا ہے کسی کام سے روکنے کیلئے نہیں ڈالتا۔

مگر طریقِ دفع اس کا سہل ہے کہ جب مسلمان علم کی فضل و بزرگی اور طالب علم کے ثواب کو کہ شمہ اُس کا مذکور ہوا تصور کرے گا شیطان کی بات ہرگز نہ سنے گا۔ آیت وحدیث کے مقابلہ میں اس ملعون کا وسوسہ کیا اعتبار رکھتا ہے؟ ______

دوم:۔ نفس کہ محنت ومشقت سے متنفر اور آسائش وراحت کی طرف مائل ہے ____ لیکن جب آدمی خیال کرتا ہے کہ دنیا دار فانی، اور آخرت عالم جاودانی ہے اگر یہاں طلب علم میں تھوڑی محنت کہ ہزاروں لطف وکیفیت سے خالی نہیں اختیار کرونگا اُس عالم میں بڑے بڑے مرتبے پاؤنگا تو محنت ومشقت اُسے سہل ہو جاتی ہے۔ یہاں تک کہ بعد ایک عرصہ کے ایسا مزہ اور لطف حاصل ہوتا ہے کہ اگر ایک روز کتاب نہیں دیکھتا دل بے چین ہو جاتا ہے۔

سوم:۔ خلق کہ تعلق اس سے تحصیل علم کو مانع ہوتا ہے ______ لیکن ابتداء امر میں تھوڑا وقت اس کام کے واسطے خاص کرسکتا ہے اور جیسے کیفیت

۔ اُدمعجبا ولا تکن الخامس فتھلک (حدیث) | یا علم دوست ہو کر، اور پانچواں نہ بن کر ہلاک ہو جائیگا

علم کی حاصل ہوتی ہے از خود کتاب کے سوا تمام عالم سے نفرت ہو جاتی ہے ؎

ہم نشینے بہ از کتاب مخواہ ✲ کہ مصاحب بود گہ و بے گاہ

ایسے جنیبہ ہمدم ورفیق کہ دید ✲ کہ نرنجید و ہم نرنجانید

مانع چہارم :۔ طلب عزت ـــــ اور ادنیٰ تامل سے ظاہر ہوتا ہے کہ عزت دنیا کی، عزت آخرت کے مقابلہ میں کچھ حقیقت نہیں رکھتی ۔ جو شخص دنیا کے لئے علم کو کہ عزت آخرت کا سبب ہے ترک کرتا ہے، در حقیقت اپنی جان ذلت میں ڈالتا ہے اور جو علم کو دنیا کی جاہ و حشمت پر ترجیح دیتا ہے خدائے عزوجل اُسے دنیا کی عزت بھی عنایت کرتا ہے۔

ابو اسود کہتے ہیں علم سے کسی چیز کی عزت زیادہ نہیں۔ بادشاہ سب لوگوں کے حاکم ہیں اور علما بادشاہوں کے ـــــ دیکھو اس زمانہ (میں) بھی جو کچھ لکھ دیتے ہیں حکام وقت اہل اسلام کے مقدمات میں اس پر عمل کرتے ہیں ۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ سلیمان علیہ السلام کو علم اور مال میں مخیر کیا گیا کہ ملک و مال لو یا علم اختیار کرو ۔ آپ نے علم اختیار کیا ملک و مال بھی حاصل ہوا۔

اے عزیز! علم سے بہتر کوئی چیز نہیں ۔ آدم علیہ السلام کو علم اسماء نے مسجود ملائکہ ۔ اور حضرت خضر کو علم لدنی نے ۔ اُستاذی موسیٰ علیہما السلام ۔ اور یوسف علیہ السلام کو علم تعبیر نے مصر کی بادشاہی ۔ اور سلیمان علیہ السلام

کو علم منطق الطیر نے بلقیس سی عورت ۔ اور مریم کو علم عیسیٰ علیہما السلام نے تشنیع قوم سے نجات دی ۔ ایک نکتۂ علمی نے مورِ ضعیف کا یہ مرتبہ کیا کہ پروردگار نے اُس کا قصہ قرآن میں بیان فرمایا ۔ جو شخص علم کی قدر و منزلت جانتا ہے سلطنتِ ہفت کشور اُس کے نزدیک کچھ قدر و قیمت نہیں رکھتی ۔

نقل ہے کہ ایک امیدوار بادشاہ کے دربار میں گیا ۔ بادشاہ نے کہا تو جاہل ہے ہماری خدمت کے لایق نہیں ۔ اُس نے امام غزالی سے علم حاصل کیا ، اور اُس کی لذت ، اور دنیا کی آفت ، اور صحبتِ ملوک و اُمراء کی مضرت سے واقف تھا ۔ ایک روز بادشاہ نے اُسے بلایا اور امتحان کے بعد فرمایا ۔ اب تو ہماری ملازمت کے لایق ہو گیا ۔ جو عہدہ چاہیئے حاضر ہے اُس نے کہا : ۔ جب میں آپ کے کام کا نہ تھا ، اور اب آپ میرے کام کے نہیں ۔ جب آپ نے مجھے پسند نہ کیا اور اب میں آپ کو پسند نہیں کرتا ۔

مانع پنجم :۔ تحصیل مال ۔ اور ظاہر ہے کہ ثروتِ فانی اس دولت باقی کے برابر نہیں ہو سکتی ۔ مال رہ جاتا ہے اور علم قبر میں ساتھ جاتا ہے اور ہر وقت مددگار رہتا ہے یہاں تک کہ بہشت میں لے جاتا ہے ۔ مال خرچ کرنے سے گھٹتا ہے اور علم پڑھانے سے بڑھتا ہے ۔ مالدار مال کا نگہبان ہے ۔ اور علم عالم کی نگہبانی کرتا ہے ۔ علاوہ بریں جو شخص خدا کے واسطے تحصیل مال پر طلب علم کو ترجیح دیتا ہے خدا اُسے محتاج نہیں رکھتا ۔

امام غزالی احیاء العلوم میں روایت کرتے ہیں :۔

مَنْ تَفَقَّهَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ كَفَاهُ اللّٰهُ تَعَالٰى مَا أَهَمَّهُ وَرَزَقَهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۔

جو شخص دین خدا میں دانائی حاصل کرتا ہے خدائے تعالیٰ جلّ شانہٗ اسکو اس چیز سے کہ غمگین کرے کفایت کرتا ہے اور اسکو ایسی جگہ سے کہ نہیں جانتا رزق پہونچاتا ہے۔

ملفوظ ششم :- خطرۂ مآل کہ جب آدمی قلت عمر اور کمی فرصت کو خیال کرتا ہے، گھبرا کر کہتا ہے علم بحر بے کنار ہے۔ اس تھوڑے وقت میں عبور اس سے دشوار ہے ــــــ اور یہ محض جہالت ہے۔ ہر چند کمال اس دولت کا کسی کو حاصل نہیں ہوتا۔ یہاں تک کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوتا ہے قُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا[1] مگر کوئی طالب علم محروم نہیں رہتا۔ نتیجہ علوم دینیہ کا کسی حد پر موقوف نہیں جس قدر حاصل ہوگا فائدہ بخشے گا ــــــ بالفرض اگر مطلب کو نہیں پہونچے گا اور اس طلب میں مرجائے گا قیامت کے دن علما کے گروہ میں اٹھے گا۔ یہ فائدہ کیا کم ہے، جو مآل کا اندیشہ اور غم ہے؟ ۔ وَلِلّٰهِ دَرُّ مَنْ قَالَ ؎

در راہ تو میرم گرچہ تراں نہ بینم ❊ بارے خلاص یابم از ننگ زندگانی

فقیہ ابو اللیث سمرقندی فرماتے ہیں کہ جو شخص عالم کی مجلس میں جاوے اُس کو سات فائدے حاصل ہوتے ہیں اگرچہ اُسسے استفادہ نہ کرے۔

---

[1] تم فرماؤ اے میرے رب! مجھے علم میں زیادہ کر ۱۲ مترجم

اول :۔ جب تک اُس مجلس میں رہتا ہے گناہوں اور فسق وفجور سے بچتا ہے۔

دوم :۔ طلبہ میں شمار کیا جاتا ہے۔

سوم :۔ طلب علم کا ثواب پاتا ہے۔

چہارم :۔ اُس رحمت میں کہ جلسہ علم پر نازل ہوتی ہے شریک ہوتا ہے۔

پنجم :۔ جب تک علمی باتیں سنتا ہے عبادت میں ہے۔

ششم :۔ جب کوئی دقیق بات اُن کی، اِس کی سمجھ میں نہیں آتی دل اس کا ٹوٹ جاتا ہے اور شکستہ دلوں میں لکھا جاتا ہے۔

ہفتم :۔ علم وعلما کی عزت اور جہل وفسق کی ذلت سے واقف ہوجاتا ہے،

کہتا ہوں میں :۔ جو ثواب کہ عالم کی زیارت، اور اُس کی مجلس میں حاضر ہونے پر موعود ہے اس سے علاوہ ہے۔

مانع ہفتم :۔ نہ ملنا اُستاذ شفیق کا۔

مانع ہشتم :۔ فکر معاش ۔ اور مراد اس سے بقدر ضرورت ہے کہ زائد زائد ہے ؛۔

اور یہ دونوں بہ نسبت اور موانع کے قوی ہیں کہ جب استاذ شفقت سے نہ پڑھا دے گا شاگرد کو کیا آدے گا ــــــ اور جسکو رزق نہ ملے گا علم پر کس طرح محنت کرے گا۔

مصرعہ پراگندہ روزی پراگندہ دل۔

اور بڑی وجہ ان کی قوت کی یہ ہے کہ دفع اِن کا طلبہ کے اختیار میں نہیں

امداد علم کیلئے اغنیاء اسلام سے خطاب

ہاں رؤسا کرام اور اغنیاء اہل اسلام اگر ایک دو مدرس اور کسی قدر وظیفہ طلبہ کے واسطے مقرر کردیں تو طلبہ ان دونوں موانع سے نجات پاکر بفراغ خاطر طلب علم میں کوشش کریں اور جس قدر ثواب پڑھانے اور پڑھنے والوں کو کہ حد و نہایت نہیں رکھتا ملے اُس قدر بلکہ اُس سے زیادہ مدرسہ جاری کرنے والوں خصوصاً اُس شخص کو جو اوروں کو اس امر خیر کی ترغیب دے حاصل ہو۔

صحیح حدیث میں آیا ہے:۔

اَلدَّالُ عَلَى الْخَيْرِ كَفَاعِلِهٖ بھلائی پر دلالت کرنے والا مانند بھلائی کرنے والے کے ہے۔

سوا اس کے صحاح ستہ کی اور کئی حدیثیں بھی اس مضمون پر دلالت کرتی ہیں۔ جس کا جی چاہے دیکھ لے۔ اور یہ بھی سمجھ لو کہ اجرا عمال کا باعتبار اوقات واحوال کے مختلف ہوتا ہے۔ اسی واسطے ثواب صحابہ کرام کا جنہوں نے ابتدا اسلام میں ترویج علم اور تائیدوں میں جاں نثاری کی کوشش کی اور لوگوں کے ثواب سے مراتب میں زیادہ ہے۔ پس جو لوگ اس زمانہ میں کہ وقت غربت اسلام ہے ترویج علم اور تائید دین میں کوشش کریں گے اگلے بادشاہوں اور امیروں سے جنہوں نے اس باب میں سعی کی وہ زیادہ ثواب پاویں گے کہ وہ بہ نسبت ان کے زیادہ قدرت اور ثروت رکھتے تھے اور اُن کے وقت میں علم کی روز بروز ترقی تھی۔

بخلاف اس زمانہ کے کہ خلق محبت دنیا میں مشغوف، اور ہمہ تن اسکی طلب میں مصروف ہے اور علم دین کم ہوتا جاتا ہے۔ نہ کوئی پڑھتا ہے نہ پڑھاتا ہے اگر یہی صورت رہی تو چند عرصہ میں علم کا نشان ان ملکوں میں باقی نہ رہیگا اور جب علم نہ رہیگا دین بھی نہ رہیگا۔ عوام فرض و واجبات احکام صوم وصلاۃ کس سے دریافت کریں گے اور شیطان کے وسوسوں اور اسکے اعتراضوں کا جواب کس سے پوچھینگے؟۔ آخر کار گمراہ ہو جاوینگے۔ اور جو لوگ تقلیداً دین پر ثابت قدم رہینگے نام کے مسلمان رہ جاوینگے۔

امام محی السنۃ بغوی سعید بن جبیر سے نقل کرتے ہیں کہ:۔ ہلاک خلق کی علامت، موت علما کی ہے یعنی جب علماء جا دینگے لوگ ہلاک ہو جاوینگے، اور عطا خراسانی قولہ تعالیٰ اِنَّا نَاْتِی الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا[۱] کی تفسیر میں فرماتے ہیں: کہ نقصان زمین سے علماء و فقہا کی موت مراد ہے، کہ جب علما نہ رہیں گے خلق بیلوں اور گدھوں کے مانند عقل سے بے بہرہ، اور شتر بے مہار کی طرح بے باک اور بے قید ہو جاویں گے۔ اس وقت انتظام عالم درہم برہم ہو جاوے گا۔ اور قتل و غارت، اور وبا و طاعون کی کثرت ہوگی۔ پس زمین چار طرف سے ویران، اور خلق روز بروز کم ہوگی۔

ساقی کیوں رنگ حق پوش میں آؤ ÷ غیرت پکڑو جوش میں آؤ
مذہب کے آغوش میں آؤ ÷ غافل بندو ہوش میں آؤ
(ساقی)

[۱] بیشک ہم زمین کو اس کے کناروں سے گھٹاتے آرہے ہیں۔ ۱۲ مترجم

یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔

اور ظاہر ہے کہ مقصود پیدائش عالم سے معرفت و عبادت ہے۔ اور جب عالم نہ رہیں گے عبادت کون کرے گا۔ اور جب عالم ان دونوں سے خالی ہو جائیگا، اور مقصود پر مشتمل نہ رہے گا نکما اور مٹانے کے قابل ٹھہرے گا۔ اور یہاں سے ظاہر ہوا کہ جس طرح دین کا باقی رہنا بے علم دشوار ہے اسی طرح بقاءِ عالم بھی بے اس کے بیکار ــــــ پس اس دولت کو کھونا دونوں عالم کی زندگی سے ہاتھ دھونا ہے۔

اے مسلمانو! خدا کے واسطے خواب غفلت سے بیدار ہو، اور علم دین کی کمر آمادۂ سفر آخرت ہے روکو ــــــ دنیا کے جھگڑوں میں شب و روز مشغول رہتے ہو کسی وقت تو ادھر بھی توجہ کرو۔ ہزاروں روپیہ آسائش فانی کے واسطے صرف کرتے ہو کچھ تو راحتِ جاودانی کے لئے خرچ کرو کہ وہاں تمہارے کام آوے اور یہاں تم کو ہر بلا سے بچادے ایک عرصہ کے بعد ذلت اٹھاؤگے ہر چند کوشش کروگے اس دولت کو نہ پاؤگے۔

بعض مالداروں کے تین عذر | بعض صاحب اپنی باتیں سنکر تین علاج ۳ پیش کرتے ہیں۔

اول:۔ کہتے ہیں کہ ہم نادار اور قرضدار ہیں ــــــ

سو اگر یہ بیان غلط ہے جب تو بڑا ہی غضب ہے۔ بالفرض اگر خلق نے سچ جانا خدا کے نزدیک تو جھوٹے ٹھہرینگے ــــــ اور جو سچ ہے تو دنیا کے کاموں

میں ہزاروں روپیہ بے فائدہ اٹھانا، اور خدا کے کام میں تأمل سوچنا، بڑی ناشکری ہے۔ اگر قرضے ڈرتے سامانِ امارت اور تکلف ریاست دور کرتے۔

دوم:۔ کہتے ہیں کہ ہم اپنی توفیق کے موافق دوسرے امرِ خیر میں صرف کرتے ہیں سو اگر ہو سکے اس میں بھی صرف کریں۔ نہیں تو دونوں کاموں کو میزانِ عقل سے تولیں جس میں زیادہ ثواب دیکھیں اختیار کریں۔

سوم:۔ کہتے ہیں:۔ یہ کام کچھ فرض نہیں، جسکو خدا توفیق دے کرے ہم سے تو فرائض بھی نہیں ادا ہو سکتے،

سو یہ کیا ضرور ہے جو روزہ نہ رکھے نماز بھی نہ پڑھے۔ فرائض بھی ادا کریں اور علمِ فرائض کی ترویج میں بھی مشغول رہیں۔ اگر زیادہ نہ ہو سکے بقدر زکوٰۃ ہی کے دیں کہ زکوٰۃ خدا کا فرض اور ان پر فرض ہے۔ اگر یہاں نہ دینگے قیامت کے دن سخت مصیبت میں پڑینگے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ۔ پ۱۰ ع ۱۱

جو لوگ جمع کرتے ہیں سونا اور چاندی اور اُس کو خدا کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انکو بشارت دے ساتھ دکھ دینے والی مار کے جس دن گرم کیا جائیگا وہ سونا چاندی دوزخ کی آگ میں پھر داغی جاویگی اُس سے اُن کی پیشانیاں اور کروٹیں اور پیٹھیں۔

هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ۝

یعنی پھر اُن سے کہا جائیگا یہ وہ ہے جو تم نے جمع کیا اپنی جانوں کیلئے پس چکھو جو جمع کرتے تھے

اور یہ بھی سمجھ لو کہ غنی طالب علم کو زکوٰۃ لینا جائز ہے اگر طلب علم میں کسب کی فرصت نہ رکھتا ہو۔ در مختار میں لکھا ہے :-

"وَبِهٰذَا التَّعْلِيْلِ يَقْوٰى مَا نُسِبَ لِلْوَاقِعَاتِ مِنْ اَنَّ طَالِبَ الْعِلْمِ يَجُوْزُ لَهٗ اَخْذُ الزَّكٰوةِ وَلَوْ غَنِيًّا اِذَا فَرَّغَ نَفْسَهٗ لِاِفَادَةِ الْعِلْمِ وَاسْتِفَادَتِهٖ لِعَجْزِهٖ عَنِ الْكَسْبِ، وَالْحَاجَةُ دَاعِيَةٌ اِلٰى مَا لَا بُدَّ مِنْهُ ــــــ هٰكَذَا ذَكَرَهُ الْمُصَنِّفُ[1]

اور جو اہل زکوٰۃ احتیاطاً مہتمم مدرسہ سے کہہ دیں کہ ہمارا روپیہ محتاج طلبہ کو دیا کرو، بہتر ہے .... هٰذَا ـ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ، وَاِلَيْهِ الْمَرْجِعُ وَالْمَآبُ ـ

اَلَّفَهُ الْعَبْدُ الْمُفْتَقِرُ اِلَى اللّٰهِ الْغَنِيِّ مُحَمَّدْ نَقِيْ عَلِيْ الْبَرَيْلَوِيْ عُفِيَ عَنْهُ

---

[1] اس دلیل سے وہ قوی ہو جاتا ہے جو واقعات کی طرف منسوب ہے کہ طالب علم کو زکوٰۃ لینا جائز ہے اگرچہ غنی ہو جب کہ اپنے کو وہ خاص علم کے افادہ واستفادہ کے لئے خالی کرے ۔ کیوں کہ وہ کمانے سے تام ہوگا اور ضرورت اتنی مقدار کی مقتضی ہے جو ناگزیر ہے ۔ یوں ہی مصنف نے ذکر کیا ۱۲ ۔ مترجم ۔